نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

613

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۹ | مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۵ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ فتنہ حجاز کے متعلق حضور کا بقیہ مضمون انشاء اللہ اگلے پرچہ میں شائع ہوگا۔

الحمد للہ صاحبزادہ خلیل احمد کا بخار اتر گیا۔ اور وہ رو بصحت ہے۔

جناب قاسم صاحب۔ غلام محمد صاحب علاقہ کاٹھیاواڑ سے۔ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب راولپنڈی سے مولوی عمر الدین صاحب صریح علاقہ جالندھر سے تشریف لائے ؂

گرلز سکول قادیان میں چھٹی جماعت کھل گئی ہے۔ پانچویں جماعت پاس لڑکیاں داخل کی جا رہی ہیں۔ امید ہے یہ سکول جلد سے جلد مڈل تک پہنچ جائیگا ؂

نامہ لنڈن

(مرسلہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے)

پچھلے ہفتہ ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا لیکچر "مشرق اور مغرب کا اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے" پر ہیرڈ سپر چولسٹ ہال میں ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۱۵۰ کے قریب تھی۔ ملک صاحب کا لیکچر نہایت توجہ سے سنا گیا۔ لیکچر کے بعد اپنی تقریر کے دوران میں پریزیڈنٹ نے کہا۔ گو یہ ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔ کہ دوران Service لیکچر کے متعلق کچھ ریمارک کئے جاویں۔ مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ جس طرح سے مسٹر ملک نے ہمارے جذبات کو appeal کیا ہے۔ ہمارے مغربی لیکچرار ایسا نہیں کر سکتے۔ لیکچر ۴۵ منٹ تک ہوا۔ بعد میں پریزیڈنٹ نے ملک صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا لیکچر نہایت کامیاب تھا جس کا نمایاں ثبوت یہ تھا کہ جب تک آپ بولتے رہے ہیں۔ کوئی شخص نہ اپنی جگہ سے ہلا۔ اور نہ کھانسا ہے۔ ورنہ اگر لوگوں کو لیکچر پسند نہ ہو۔ تو ایسے حرکات سے اپنی بے اطمینانی کا اظہار کر دیتے ہیں۔ ریویو مئی شائع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جا چکا ہے۔ جون کا نمبر انشاء اللہ یکم جون تک یہاں سے روانہ ہو سکیگا ؂

چند دن ہوئے۔ ڈاکٹر زویمر لنڈن میں اسلام کے متعلق لیکچر دینے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے اسلام کے متعلق کئی لیکچر دئے۔ لنڈن سے جانے سے پہلے وہ یہاں ہمارے مکان پر معہ اپنے ایک اسسٹنٹ اور مسٹر سنگا (جو بٹالہ کے رہنے والے ہیں) سکرٹری انٹرنیشنل سیکشن تیاک ہی کرسچن ایسوسی ایشن گئے۔ ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مکان اور مسجد کو دکھایا گیا۔ اور حقیقی اسلام یا احمدیت۔ احمدیہ موومنٹ کانفرنس لیکچر A character sketch of ... Teaching of The ... Ahmad Promised Messiah اور جنوری۔ فروری۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی کے ریویو ان کو بطور تحفہ دئے گئے۔

جانے سے پہلے انہوں نے بطور درخواست کہا۔ میں یہاں دعا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ بیشک کیجئے۔ چنانچہ

وہ دعا کرتے رہے۔ اور ہم اپنی دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے دعا کی جس کے اختتام پر سب نے آمین کہی۔ چونکہ انکو جلد جانا تھا۔ اس لئے دعا کے بعد رخصت ہو گئے۔ اور یہ وعدہ کرتے گئے۔ کہ میں ایک مضمون "ایک کھلی چٹھی بنام احمدیہ جماعت" ریویو کے لئے لکھوں گا۔ اس کو آپ اپنے ریویو میں چھاپ دیں۔ اسکے بعد جو نوٹ چاہیں لکھ دیں۔ اور آپ میرے مسلم ورلڈ کے لئے ایک مضمون لکھیں جسکو میں اپنے رسالہ میں بغیر کسی کمی یا زیادتی کے چھاپ دوں گا:

(خاکسار۔ درد۔ ۱۲ر مئی ۱۹۲۵ء)

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی ہفتہ وار رپورٹ

(۲۱ر لغایت ۲۷ر مئی ۱۹۲۵ء)

تبلیغی سکرٹری

حسب ذیل جماعتہائے احمدیہ میں اس ہفتہ سکرٹری تبلیغ مقرر ہوئے۔

بگول۔ ضلع گورداسپور۔ سٹروہ ضلع سیالکوٹ۔ چڑانوالہ ضلع لائلپور۔ اکاڑہ ضلع منٹگمری۔ بھڈیالہ ضلع امرتسر۔ پارہ چنار۔ علاقہ سرحد۔ ان جماعتوں کے احباب خصوصاً اراکین جماعتہائے درخواست دعا کرتے ہیں۔

تبلیغی رپورٹیں

اس ہفتہ ہدایات مطبوعہ بنام سیکرٹریان تبلیغ کے مطابق صرف تین سکرٹری صاحبان کی طرف سے رپورٹ تبلیغی وصول ہوئی۔ بھیرہ۔ منصوری۔ دو۔ بگول ضلع گورداسپور۔

زندگی وقف

ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی درخواست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی۔ اور انہیں اطلاع دی گئی۔ کہ سردست آپ اپنے کام کے ساتھ سلسلہ کی علمی خدمت میں مشغول رہیں۔ اور اپنے علم کو اس طرح بڑھانے کی کوشش کریں۔ کہ وہ عموماً مغربی علوم والے لوگوں کے لئے مفید ہو۔

اس وقت وقف کنندگان کی تعداد ۳۷ ہے۔ اسمیں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جن کی باقاعدہ درخواستیں دفتر دعوۃ و تبلیغ میں بخارا یا افغانستان جانے کے متعلق آئی ہوئی ہیں۔

علاقہ سندھ میں تبلیغ

حسب ذیل مقامات کا مولوی ابراہیم صاحب نے دورہ کیا۔ لڑکانہ۔ محراب پور۔ نوہڑی۔ سکھر۔ جاہانی۔ الوار۔ ہل۔ دادو۔ اہاس۔ دیرو۔ صوبہ دیرہ۔

... کی اطلاع

شیخ محمود احمد صاحب نے چند گاؤں میں بھی وعظ کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ سوڈان کے علاقہ میں بعض اقوام وفات مسیح کی قائل ہیں۔ ان میں تبلیغ آسان ہوگی۔

نائیجیریا

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جامع مسجد احمدیہ لیگوس کے مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوگیا۔ دور مشر ... جنرل سکرٹری تار سے اطلاع دیتے ہیں Final case won

الحمد للہ علیٰ ذالک:

گولڈ کوسٹ

مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم اطمینان بخش طور پر کام کر رہے ہیں۔ مگر ان کی صحت اچھی نہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

ایک غیر مبایع مبلغ کی افسوسناک حرکت

متھرا میں مسلمانوں کی طرف سے یکم جون ۱۹۲۵ء کو ایک تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہر جماعت کے مسلمانوں کو مدعو کیا گیا۔ ۲ر جون کو مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ غیر مبایعین کا پنڈت دھرم بھکشو سے مباحثہ بھی ہوا۔ دوران مناظرہ میں پنڈت دھرم بھکشو نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو پیش کر کے اعتراض کئے۔ پریذیڈنٹ صاحب نے منع کیا۔ کہ اس وقت مرزا صاحب کے متعلق بحث نہیں۔ ثابت یہ کرنا ہے۔ کہ وید الہامی کتاب ہے یا قرآن۔ مگر پنڈت جی بدستور اعتراض کرتے رہے۔ اور میں افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ مولوی عصمت اللہ صاحب نے اس وقت ایسی بد اخلاقی سے کام لیا۔ جس کا اثر مخالف و موافق سب پر پڑا۔ پنڈت جی کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ "آپ مرزا صاحب کی نبوت کو کیا پیش کرتے ہیں۔ میں تو جو ان کو نبی سمجھے۔ اسے ملعون سمجھتا ہوں" مولوی صاحب نے یہ اس لئے کہا ہوگا۔ کہ جن علماء نے مجھے بلایا ہے اور جنکے طفیل مجھے مناظرہ کا شرف حاصل ہوا۔ اور جن کے سٹیج پر مجھے کھڑا ہونے کا فخر ملا ہے۔ وہ خوش ہو جائیں گے۔ اور جزاک اللہ کے نعرے بلند کرینگے۔ مگر ان کی یہ خواہش بھی پوری نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے خلاف ہندو مسلمان سب نے نفرت کا اظہار کیا۔ چنانچہ جب ڈاکٹر نور احمد صاحب احمدی نے پریذیڈنٹ کو توجہ دلائی۔ کہ یہ جلسہ سب مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ ہے۔ اس میں ایک فرقہ پر اس قدر بد تہذیبی سے کیوں حملہ کیا گیا۔ تو مولوی سعید احمد صاحب نے فرمایا۔ کہ بے شک مولوی صاحب نے سخت غلطی کی ہے۔ میں بحیثیت پریذیڈنٹ ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں۔ اور جلسہ ختم ہونے پر جب مولوی عصمت اللہ صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ جناب نے یہ کیا حرکت فرمائی۔ تو کہنے لگے۔ بے شک مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اس وقت مجھے کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ کیا کہہ رہا تھا۔

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ امیر غیر مبائعین کم از کم اپنے مبلغین کو ایسی نامعقول حرکات سے باز رکھیں گے:

المسلم از متھرا

امتحان انٹرنس میں ایک احمدی لڑکی کی کامیابی

امید ہے۔ یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ حکیم شیخ محمد حسین صاحب پوسٹماسٹر کیملپور کی صاحبزادی افتخار اختر صاحبہ نے اس سال انٹرنس کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں ۴۹۰ مارکز لیکر پاس کیا۔ اور میونسپل گرلز ہائی سکول امرتسر میں سب سے اول رہیں۔ اس کامیابی پر ہم خاتون موصوف اور ان کے والدین کو مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ موصوفہ کو اپنے علم سے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے:

بخدمت سیکرٹری صاحبان تبلیغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجلس مشاورت کے بعد اب دو ماہ گذر چکے ہیں۔ اور چاہیئے تھا۔ کہ کم از کم دو رپورٹیں اس وقت تک ہر انجمن کی طرف سے تبلیغ کے کام کی نسبت دفتر کو موصول ہوتیں۔ مگر حال یہ ہے کہ سوائے معدودے چند جماعتوں کے اور کسی نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ جس کا مجھے افسوس اور جسپر مجھے سخت شکایت ہے۔

آپ لوگ تبلیغ کرتے ہوں گے۔ اور لاریب ہر احمدی اپنے رنگ میں حق پہنچانے کی سعی کرتا رہتا ہے۔ مگر جب تک ہمیں علم نہ ہو۔ کہ کام ہو رہا ہے۔ نہ ہم مشورہ دے سکتے ہیں نہ حضرت کے حضور ہفتہ وار رپورٹ پیش کرتے وقت اسکا ذکر کر سکتے ہیں۔ نہ جماعت کے دوسرے افراد کو تحریک کرنے کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ غرض یہ کہ رپورٹ نہ کرنے کا فعل نظام کے ماتحت باقاعدہ کام کرنے کی برکات سے محروم کرتا ہے۔

پس میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس سال کو تبلیغی سال سمجھکر پوری کوشش سے کام کیا جائے۔ اور کام کی باقاعدہ رپورٹ ناظر دعوۃ و تبلیغ کو بھیجی جائے۔

دعاگو:۔ فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۱۸ جون ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

قرآن شریف اور قتل مرتد

(نمبر ۹)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

طریق تبلیغ پھر اس طریق کو دیکھو۔ جو اسلام کی تبلیغ کے لئے قرآن شریف سکھاتا ہے۔

جب ہم قرآن شریف پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا خود وہ اپنے اصول اور احکام کی خوبی اور کمال کو ظاہر کرنے کے لیے حکیمانہ طریق اختیار کرتا ہے اور دلائل قویہ اور حجج نیرہ کے ذریعہ اپنی تعلیم کی خوبی لوگوں کے ذہن نشین کرتا ہے۔ ایسا ہی مبلغین اسلام کو بھی یہی ہدایت دیتا ہے۔ کہ وہ نہایت ہی احسن طریق سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔ وہ اپنے پیرووں کو یہ نہیں سکھاتا کہ تم جابرانہ اور قاہرانہ طریق سے اسلام کی اشاعت کرو بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ذریعہ تم لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤ۔ چنانچہ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (النحل ع ۱۶) لوگوں کو حکیمانہ طریق سے اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور ان کے ساتھ بحث ایسے طور پر کرو۔ کہ وہ لوگوں کے نزدیک بہت ہی پسندیدہ ہو۔

پھر فرماتا ہے :۔ قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن (بنی اسرائیل رکوع ۶) میرے بندوں کو کہدو۔ کہ وہ بڑی عمدگی اور احسن طریق سے گفتگو کیا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل کتاب کا ذکر کر کے فرماتا ہے۔ ولا تجادلوا اھل الکتٰب الا بالتی ھی احسن (عنکبوت رکوع ۵) اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کرو۔ مگر ایسے طریق سے جو نہایت ہی احسن ہو۔ پھر بطور نمونہ کے اہل کتاب کے ساتھ بحث کا طریق بھی بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے :۔ قل یا اھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (آل عمران ع ۶) ان سے کہو۔ اے اہل کتاب آؤ۔ ایسی بات کی طرف رجوع کرو۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مانی جاتی ہے۔ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ سمجھے۔ پس اگر وہ ایسی سیدھی اور سچی بات کے ماننے سے بھی منہ موڑیں۔ تو اے مسلمانو! ان لوگوں سے کہدو۔ کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو خدا کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں حکیمانہ طرز تبلیغ کا نمونہ بتایا گیا ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے۔ کہ ہم مذہبی گفتگو بہت نرمی سے اور معقول رنگ میں کریں۔ اور اگر مخالفین ہمارے دلائل اور براہین سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو ہمیں صرف یہ حکم ہے۔ کہ کہدیں۔ تم مانو یا نہ مانو۔ مگر تم گواہ رہو کہ ہم تو اللہ تعالےٰ کے احکام کے فرمانبردار ہیں۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو کہدے کہ یہ میری راہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ کامل بصیرت اور یقین تام کے ساتھ اور میرے متبعین بھی کامل یقین اور بصیرت کے ساتھ اس راہ کی طرف بلاتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مسلمان جب اپنے دین کی تبلیغ کریں تو نہایت ہی احسن طریق اختیار کریں۔ اور نہایت ہی نرمی اور رافت اور ہمدردی کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔ اب بتاؤ کسی کو یہ کہنا کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ورنہ زیادہ سے زیادہ تم کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر اس عرصہ کے اندر تم واپس اسلام میں داخل نہ ہوگئے۔ تو تمہیں قتل کیا جائیگا۔ کیا یہی طریق ہے۔ جو قرآن شریف کی آیات سے مستنبط ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف نبی کمال یقین اور بصیرت تام کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ بلکہ نبی کے متبعین بھی یقین اور بصیرت تام کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ جو شخص اپنے آپ کو اس خوف سے مسلمان کہتا ہے۔ کہ اگر میں نے اپنے شکوک کا اظہار کیا تو مجھے قتل کر دیا جائیگا یا جو شخص اپنی جان بچانے کے لیے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کیا ایسے شخصوں کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ یقین اور بصیرت کے ساتھ لوگوں کو دین اسلام کی طرف مدعو کرتے ہیں۔ حاشا وکلّا ؛

ستیارتھ پرکاش اور آریہ

اخبار پرکاش (۲۴ مئی) لکھتا ہے :۔

"آریہ سماج کے دہرم پستک وید ہیں۔ اور ان ویدوں کا سار ستیارتھ پرکاش میں بھر دیا ہے۔"

گویا ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ ہے۔ وہ ویدوں کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کیا آریہ صاحبان ستیارتھ پرکاش کے کئی احکام کی خلاف ورزی کر کے ویدوں کی تعلیم کو جواب نہیں دے رہے ہوتے۔ مثلاً ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا حکم ہے۔ جس پر حسب الحکم سوامی صاحب کوئی آریہ علی الاعلان عامل نظر نہیں آتا۔ یا بیوہ کی دوسری شادی کی ممانعت ہے اس کی زور و شور کے ساتھ خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ نوجوان اور کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے آپ خاوند تلاش کرنے کا حکم ہے۔ مگر ایسا انہیں کرنے دیا جاتا۔ مرد کو جس طریق سے اپنے لئے عورت منتخب کرنے کا ارشاد ہے۔ اس کی تعمیل نہیں کی جاتی۔ حمل ٹھہرانے کا جو ڈھنگ بتایا گیا ہے۔ اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

ان امور کی خلاف ورزی کرنیوالے آریہ صاحبان کو غور کرنا چاہیئے۔ ویدک دہرم پر وہ کہاں تک عمل پیرا ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کہ دنیا سے اسلام رخصت ہو رہا ہے۔ یا ویدک دہرم۔ کہ جس کے احکام کو رشی دیانند نے جس صورت میں پیش کیا ہے۔ اسے رشی جی کے بھگت بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ؛

شذرات

(۱)

زمیندار کی بے راہ روی

(از جناب قاضی اکمل صاحب)

روزنامہ زمیندار کو ایک دو بار مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کو غالباً دیوانہ کتے نے کاٹ لیا ہے۔ اور اپنے بیگانے پر حملہ ان کا شیوہ ہے۔ مگر اب ہر لکھ کا یہ عالم ہے کہ میں نہیں تو کتا کی ضرب المثل کو تازہ کر رہے ہیں۔ ۱۰رجون کے زمیندار میں لکھتے ہیں۔

"الفضل کو یاد ہو گا۔ آج سے چھ سال پہلے اسکے آقا مولا موسیو مرزا کو بھی دیوانے کتے نے کاٹا تھا۔ اور قادیان کے اخباروں نے یہ خبر بڑی شان سے اپنے کالموں میں درج کی تھی۔"

ہاں صاحب الفضل کو خوب یاد ہے مگر زمیندار کا دماغ ماؤف ہے۔ اسے نام بھول گیا ہے۔ تازہ تنظیم مورخہ ۱۲رجون ملاحظہ ہو۔ اور اپنے ہم عصر و ہم نوا کا نوشتہ مطالعہ ہو۔

"مولانا ظفر علی خان صاحب جس وقت بسلسلہ سگ گزیدگی کرم آباد سے کسولی اور شملہ تشریف فرما ہوئے تھے۔"

کیوں صاحب! اب آپ کو یاد آیا۔ کہ دیوانے کتے نے کس کو کاٹا تھا۔

(۲)

حاجیوں کا جہاز روک لیا گیا

آج کل مسلمان اخبارات جس قسم کے مضامین شائع کر رہے ہیں انکے بعض فقرات پڑھکر شرم آجاتی ہے۔ مگر خدا جانے ان مولاناؤں کو جو ادارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہیں کیا ہو گیا۔ کہ کچھ سمجھتے بوجھتے نہیں۔ ایک طرف تنظیم ۱۱رجون میں اپنی بے بسی کا رونا ان الفاظ میں رویا جاتا ہے۔

"یہ معلوم کرکے دنیا آنکھوں میں سیاہ نظر آتی ہے کہ اعاظم علماء ہند اور مشائخ کرام کی مقدس و مکرم مجلس جمعیۃ العلماء ہند کی طرف سے سات کروڑ مسلمانان ہند کا مقتدر اعظم اسلامی ہند سے صرف پندرہ سو روپیہ کی حقیر رقم کیلئے اپیل کرتا ہے۔ تا کہ اس روپیہ سے مجلس محترم اپنا ایک ایسا نمائندہ حجاز کو روانہ کرے۔ جو اسلام اور دین حنیف کے اہم واقدم مفاد کی خاطر سرزمین حجاز میں سرگرم عمل ہو۔ لیکن مسلمان ہیں۔ کہ اس قابل صد احترام تعمیل پر خاموش و ساکت ہیں۔"

یعنی بے بسی کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک نمائندہ بھیجنے کے لئے پندرہ سو روپیہ میسر نہیں۔ دوسری طرف یہ دم خم ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ حاجیوں کا جہاز اگر رکا۔ تو خیر نہیں۔ کیونکہ مسلمان اسے خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتے۔

"گورنمنٹ برطانیہ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر اب اسکی غفلت اور اسکے ایجنٹوں کی خیرہ چشمی اور جرأت و جسارت کی وجہ سے عازمان حج کو کوئی چشم زخم پہنچا۔ تو ہندوستان کے مسلمان اس مذہبی توہین کو ہرگز برداشت نہ کر سکیں گے (زمیندار ۱۰رجون ۱۹۳۵ء)"

ماشاء اللہ۔ آغا تیغ میاں کن۔ کوئی پوچھے۔ کہ یہ وقت کونسا ہے۔ آپ کیوں خاموش ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے۔ کر گزریئے۔ صرف ایک پرانا فرسودہ جنگی جہاز ہے۔ مولوی صاحبان کے ایک عصا کی مار ہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ زمیندار کا ایک نمبر رابغ میں بھیجدیا جائے۔ تو رعب کے لئے یہی کافی ہے۔ بھلا جو قوم اپنا نمائندہ نہیں بھیج سکتی۔ تو وہ اور کیا کریگی۔ کیا اس قسم کی چھچھورپن کی باتیں مسلمانوں کا وقار ضائع کرنے والی نہیں۔

(۳)

بابو پیر بخش صاحب جواب دیں

انجمن تائید الاسلام لاہور کا رسالہ ماہ جون پہنچا۔ اس کے پہلے ہی صفحہ پر دو موٹی سطروں میں لکھا ہے۔

"تقریر خاکسار پیر بخش صاحب سکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور انجمن اسلامیہ قادیان کے چھٹے سالانہ جلسہ منعقدہ ۵ جون ۱۹۳۵ء میں پڑھی گئی۔"

ہم حیران ہیں۔ کہ اس کا نام کذب صریح رکھیں۔ یا سفید جھوٹ یا چودھویں صدی کے ان غیر احمدی مولویوں کی جزو لاینفک ہم نے پچھلے سال بھی دریافت کیا تھا۔ کہ یہ جو ٹریکٹ چھپایا گیا ہے۔ یہ وہ تقریر ہے۔ جو جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان میں پڑھی گئی ہے۔ کب پڑھی گئی۔ اسی طرح اس سال بھی دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ تقریر کس نے پڑھی۔ اور کب پڑھی گئی۔ کیا رسالہ تائید الاسلام کا راستباز مؤلف اس کے متعلق اپنا بیان شائع کریگا۔

چودہویں صدی کے مولوی

نہایت ہی حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ دو ڈیڑھ سو علماء نے مولوی ظفر علی خان صاحب کے متعلق جو فتویٰ دیا۔ اسوقت تک مولوی صاحب نے اس کی تعمیل میں کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے نہ صرف اپنے آپکو خود تسلیم کردہ اسلامی حکم کے ماتحت سنگساری کیلئے پیش نہیں کیا۔ بلکہ اپنی بیگم صاحبہ کو طلاق بھی نہیں دی اور صدیہ کہ اس کے خلاف سخت ناراضی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ "علماء" کے "فتویٰ" کو احمدیوں کی سنگساری کے سلسلہ میں قطعی اور ناقابل انکار حجت قرار دے چکے ہیں۔

خود "زمیندار" اور اسکے حامی "علماء کرام" کے فتویٰ کی اس شق پر بہت جھلا رہے ہیں۔ جو بیگم صاحبہ سے متعلق ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے "علماء کرام" سے یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ شرعی فتویٰ کا اعلان اسلئے نہ کرتے۔ کہ اس کا اثر ایک عورت تک پہنچتا ہے۔ اور ساکت عن الحق ہو کر شیطان اخرس کی وعید کے نیچے آتے۔ وہ حامی شریعت ہونے کی حیثیت سے مجبور تھے۔ کہ شریعت کے احکام کا اعلان کرتے خواہ انکی لپیٹ میں کوئی ساٹھ ستر برس کی بڑھیا ہی کیوں نہ آجاتی۔

اس مسئلہ پر "زمیندار" نے جو تحریریں شائع کی ہیں۔ ان سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ فتویٰ اگر صرف "مطلقہ" بنانے تک اثر رکھتا۔ تو یہ کوئی قابل رنجش بات نہ تھی۔ بلکہ ایک طرح "زمیندار" اس پر نہ صرف اظہار خوشی کر چکا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھ چکا ہے۔ کہ اس قسم کے فتوے اگر تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد دئے جاتے رہیں۔ تو زمیندار کا سارا قرض اتر سکتا ہے۔

قابل رنج و تکلیف جو بات کہی گئی ہے۔ وہ ۵رجون کے "زمیندار" نے یہ بیان کی ہے۔ کہ اب جس کے ساتھ چاہیں۔ عقد کر سکتی ہیں۔ حالانکہ وہ ۶۰-۷۰ سال کی کبیر سن خاتون ہیں۔

بلاشبہ ایسی بڑی عمر کی عورت کو نیا نکاح کرنے کی تحریک کرنا بہت ہی ہتک آمیز اور قابل شرم حرکت ہے۔ لیکن ہمیں فتویٰ دینے والوں کا اتنا قصور نظر نہیں آتا۔ جتنا زمیندار اور مولوی ظفر علی خان صاحب کا ہے۔ جب اس فتویٰ کا اعلان حسن اتفاق سے زمیندار کے گھر کے عین سامنے بالکل قریب ہو رہا تھا۔ اور بقول مولوی ثناء اللہ صاحب آواز بھی اس محترمہ خاتون تک پہنچتی ہوگی۔ (اہلحدیث ۵رجون) تو کیوں یہ نہ بتا دیا گیا۔ کہ اب اس عفیفہ کی عمر نکاح کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اگر یہ بتا دیا جاتا۔ تو ہمارا خیال ہے۔ علماء کرام نیا نکاح کرنیکی شق اڑا دیتے۔ یہ صورت احتیاطاً اس لئے رکھی ہوگی۔ کہ مطلقہ ہونے پر بتقاضائے عمر انہیں کوئی تکلیف نہ پیش آئے۔ اب بھی اگر عمر کے متعلق علماء کرام کو اطمینان دلا دیا جائے۔ تو امید ہے اس حصہ کو منسوخ فرما دیں گے۔ لیکن اگر اس مقدس خاتون۔ اس عفیفہ محترمہ کی عمر ۵۰ سال کی نہیں اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ انکی عمر مولوی ظفر علی خان صاحب کی عمر سے اگر کم نہیں۔ تو زیادہ بھی نہ ہو۔ تو بریلوی علماء کی نسبت وہ لوگ بہت زیادہ انکی ہتک کا باعث بن رہے ہیں۔ جو انہیں بھرے جلسوں میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۵ر جون ۱۹۲۵ء)

بچوں کے اخلاق کس طرح درست ہو سکتے ہیں

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا۔ کہ بچوں کے اخلاق کی درستی کے لئے صحیح تربیت کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ کہ تربیت کا بہترین موقعہ بچپن کا زمانہ ہے۔ کیونکہ جس قسم کی تربیت طبعاً بچپن کی عمر میں ہو سکتی ہے۔ وہ بڑے ہو کر بڑی عمر میں نہیں ہو سکتی*

عمدہ تربیت کے ساتھ نیک صحبت

مگر میں نے ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا کہ خواہ ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں۔ کہ ان کا بچہ بد اخلاقیوں کے بد اثر سے محفوظ رہے۔ جب تک بچے کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہو گی۔ اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ بیشک ایک حد تک ان کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو۔ تو بد صحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے۔ کہ اس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے۔ بچپن کی بد صحبت ایسی بد عادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے۔ کہ آئندہ عمر میں ان کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے قلب میں دو متضاد کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف تو ماں باپ کی نیک تربیت اس کو نیکی کی طرف کھینچتی ہے۔ اور دوسری طرف بد صحبت بدی کا میلان اس کے اندر پیدا کرتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے۔ اور نفس لوامہ کے اثر سے اس کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی تربیت اگر خشیۃ اللہ اس کے اندر پیدا کرتی ہے۔ تو بد صحبت اس کے مقابلہ میں اس کی ہمت اور حوصلے کو پست کر دیتی ہے۔ پس کامل تربیت اسی وقت ہو سکتی ہے۔ کہ جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو*

بچوں کو ہم عمر بچوں سے علیحدہ رکھنا

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ بچوں کو کسی سے نہ ملنے دینا اور انہیں قید رکھنا بھی کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طرح جہاں اس کی تربیت نامکمل رہتی ہے۔ وہاں اس کے اعضاء کا نشو و نما بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ وہ بچہ جسے بدی کے اثر سے بچانے کے لئے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ ایک طرف تو اس کی صحت خراب رہتی ہے۔ اور اس کے اعضاء پوری طرح نشو و نما حاصل نہیں کر سکتے دوسری طرف ایسے بچے ساری عمر بچے ہی رہتے ہیں۔ خواہ ان کی عمر چالیس پچاس سال کی ہی ہو جائے۔ کیونکہ وہ اسی وقت تک بدی سے بچے رہ سکتے ہیں۔ جب تک کہ بدی ان کے سامنے پیش نہیں ہوتی لیکن جب کبھی بدی ان کے سامنے پیش ہو۔ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور جھٹ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس بچوں کو دوسرے بچوں سے نہ ملنے دینے اور علیحدہ قید رکھنے سے ہم ان کو بدی کے اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ بلکہ اس طرح اور بھی زیادہ ان کو بدیوں کے اثرات کو جلد تر قبول کرنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کون سے طریق ہیں۔ جن سے بچوں کی تربیت عمدگی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

پہلی صورت جس سے ہم بچوں کے اخلاق درست بنا سکتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ تربیت صحیح اور پھر صحبت نیک ہو۔ پچھلے خطبہ میں اس کے متعلق میں نے بعض باتیں بیان بھی کی تھیں۔ کہ کس طرح ہم بچوں کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح ہم ان کو بدیوں کے بد اثرات سے روک سکتے ہیں۔ مگر وہ جو کچھ میں نے بیان کیا تھا اجمالاً تھا۔ آج میں اس کے متعلق تفصیلاً بیان کرنا چاہتا ہوں*

تربیت کے متعلق پہلی بات

سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں۔ کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے بہت سے ماں باپ ہیں۔ جو دل سے چاہتے ہیں۔ کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو۔ لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ بچہ جھوٹ نہ بولے۔ لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک کام جو انہوں نے کیا ہوتا ہے۔ مگر بچے سے اس کو چھپانے کے لئے کیونکہ اس کا چھپانا بچے کے حق میں مفید ہوتا ہے۔ وہ انکار کر دیتے ہیں۔ یا اگر بالکل صاف انکار نہیں کرتے۔ تو ٹال مٹول اور ہیر پھیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ تا بچے کا خیال اس کی طرف سے ہٹ جائے۔ لیکن بچے کا ذہن خدا نے ایسا بنایا ہوتا ہے۔ کہ وہ نہایت ہوشیار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ اور اپنا علم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر بات کی زیادہ چھان بین اور جستجو کرتا ہے۔ اور بات کو فوراً تاڑ جاتا ہے۔ ماں باپ تو یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ کہ ہم اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں۔ کہ اس سے اس بات کو چھپا رہے ہیں۔ اگر نہ چھپائیں۔ تو اس کو نقصان ہو گا۔ لیکن ان کی اس روش سے وہ یہ سبق حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ کہ ایک کام کر کے پھر اس سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے۔ یا اس کو ادھر ادھر کی باتوں سے چھپایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ خوب سمجھتا ہے۔ کہ ماں باپ نے ایسا کام کیا۔ تو ضرور ہے۔ مگر اب وہ مجھ سے چھپا رہے ہیں*

بچوں کے ذہن کی خصوصیت

بچوں کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ کسی بات کو تاڑ نہیں سکتے۔ یا کوئی بات ان کے ذہن سے اتاری جا سکتی ہے۔ وہ جس طرح جھٹ کسی بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر بات جو ان کے سامنے کی جائے۔ اسے سمجھ جاتے ہیں۔ میں نے ایک تماشہ گر کی کتاب پڑھی ہے۔ جو کہ بہت بڑے تماشہ گروں میں سے ہے۔ وہ خود تماشے کرتا۔ اور بڑے بڑے تماشوں کا موجد ہے۔ وہ اپنی کتاب میں اپنے تجربہ کی بنا پر لکھتا ہے۔ میں نے اپنے کام میں سب سے زیادہ خطرناک بچوں کو پایا ہے۔ بڑے بڑے پروفیسروں سائنسدانوں اور عقلمندوں کے سامنے میں نے تماشے کئے ہیں۔ مگر مجھے کبھی ذرا گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن میں بچوں کے سامنے تماشہ کرنے سے ہمیشہ گھبراتا ہوں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے۔ کہ بچوں نے میری چوری پکڑ لی ہے۔ اور اس وجہ سے مجھے اپنے تماشہ میں ناکام ہونا پڑا ہے اس کی وجہ وہ یہ لکھتا ہے۔ کہ بچہ چونکہ بالکل خالی الذہن ہوتا ہے۔ اس نے اپنے دل میں کوئی رائے نہیں قائم کی ہوتی۔ وہ اس عمر میں سیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور اپنے علم کو کامل کر رہا ہوتا ہے اس لئے اس کی نگاہ معمولی معمولی باتوں پر بھی پڑتی ہے۔ جس سے راز افشاء ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے آدمی جو تماشہ کو دیکھتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ہم سیکھ چکے ہیں۔ ان کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ان کا ذہن بڑی بڑی باتوں کی طرف جاتا ہے۔ اور ہمارا کھیل ان کے سامنے بہت کامیاب ہوتا ہے۔ بچے نے چونکہ رائے نہیں قائم کی ہوتی۔ وہ بہت سادگی سے ہماری معمولی معمولی حرکات پر غور کرتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ بچوں نے ہمارا کھیل خراب کر دیا۔ پھر وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ سب سے بڑا اور ہوشیار اور تجربہ کار تماشا کرنے والا

میں اس کو قرار دوں۔ جس کا بھید بچے دریافت نہ کر سکیں۔ غرض بچوں کے ذہن نہایت ہی حساس ہوتے ہیں۔ اور ان سے کوئی چیز چھپانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جن حالات اور جن وجوہات کی بناء پر ماں باپ بچے سے کوئی چیز چھپا رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ کہ اس طرح ہم نے بچے سے اس چیز کو چھپا لیا۔ ورنہ بچے کو اس سے نقصان پہنچتا۔ مگر وہ ایک نقصان سے بچا کر بچہ کو دوسرا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ خواہ والدین کے نزدیک حالات کچھ ہی ہوں۔ چونکہ بچے کی نگاہ ان حالات پر نہیں پڑتی۔ اس لئے وہ ماں باپ کی اس کارروائی سے یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ کہ کسی چیز کے چھپانے کے لئے اس طرح جھوٹ بھی بولا جاتا ہے کیونکہ جس وقت ماں باپ ایک کام کر کے بچے کے سامنے اس سے انکار کرتے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے۔ اس کو چھپانا چاہتے ہیں۔ تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بچہ حساس اور ذکی ہوتا ہے۔ اور وہ ماں باپ کا ایک اعلےٰ درجہ کا شاگرد ہوتا ہے۔ اسلئے وہ یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ کہ کسی وقت اگر ضرورت پیش آئے۔ اور وہ بھی ایک چیز کے چھپانے کے لئے اپنا طریق بدل ڈالے۔ تو حرج نہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے۔ میرے ماں باپ ایسا ہی کرتے ہیں۔

تربیت میں والدین کی غلطی

پس پہلی غلطی اولاد کی تربیت میں جو والدین سے سرزد ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ گو وہ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ اپنے بچوں کو نقص اور عیب سے بچائیں۔ مگر خود پوری پوری احتیاط نہیں کرتے۔ اور اپنا نمونہ اور عمل انکے سامنے اچھا پیش نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے وہ خود ہی بچوں کو جھوٹ سکھانے کے موجب ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ والدین کوئی چیز گھر میں لاتے ہیں۔ بچہ بیمار ہوتا ہے اس کو کھلانے میں نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ مانگتا ہے۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ وہ چیز [illegible] گھر میں آئی ہی نہیں حالانکہ بچے کو اس کی خبر ہو چکی ہوتی ہے۔ گو وہ اپنے ذہن میں سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولا۔ کیونکہ بچہ کا فائدہ کر رہے ہیں۔ مگر اس میں کیا شک ہے۔ کہ وہ جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ بچے کو جھوٹ کی تعلیم دے رہے ہوتے ہیں یا پھر بعض دفعہ وہ انکار تو نہیں کرتے۔ مگر یہ کہہ دیتے ہیں۔ ہم نے وہ چیز کھا لی ہے۔ حالانکہ بچہ خوب جانتا ہے۔ کہ انہوں نے ابھی کھائی نہیں۔ یا کہہ دیتے ہیں۔ وہ چیز تو کوئی اٹھا لے گیا یا ضائع ہو گئی۔ حالانکہ بچہ جانتا ہے۔ کہ نہ کوئی اٹھا لے گیا اور نہ وہ ضائع ہوئی۔ وہ چیز واقع میں آئی۔ اور والدین نے اس سے چھپ کر کھائی جسے اس نے چلمن کے پیچھے سے دیکھا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ ماں باپ سے جھوٹ بولنے کا سبق سیکھتا ہے۔ اور اس کے دل میں اس عیب کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ اور جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ خواہ زبانی میرے ماں باپ مجھے منع کرتے ہیں۔ مگر موقعہ پر وہ خود بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی بری بات نہیں۔

بچوں کو چوری کس طرح سکھائی جاتی ہے

اسی طرح ایک اور عیب چوری ہے۔ میرے نزدیک چوری جھوٹ سے بھی زیادہ بددیانتداری کے ساتھ ماں باپ بچوں کو سکھاتے ہیں۔ اور گویا خصوصیت سے بچوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ ماں باپ ایک چیز بچے کو نہیں دینا چاہتے۔ لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے اس کو دیدیتے ہیں۔ اور پھر نظر بچا کر وہ چیز اس سے چھپا لیتے ہیں۔ بے شک ان کا یہ فعل اخلاقاً چوری نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ ان کی اپنی چیز ہے۔ جسے وہ بچہ کو نہیں دینا چاہتے۔ اور نظر بچا کر اٹھا لیتے ہیں۔ مگر اس سے بچوں کے اندر اسبات کی حس پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ ایسا بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر وہ بھی یہ کوشش کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہم بھی چیزیں چھپائیں۔ تو ماں باپ کی اس روش کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ جھوٹ سے بڑھ کر نہایت آسانی سے چوری کی عادت بچہ ان سے سیکھ لیتا ہے۔ الغرض پہلا طریق جو بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ماں باپ ایسا طریق اختیار نہ کریں۔ اور اپنے افعال کو ایسے رنگ میں بچے کے سامنے پیش نہ کریں۔ کہ جس سے بچے کے ذہن میں بد افعال کی طرف توجہ پیدا ہو۔

بچوں کی تربیت کے متعلق دوسرا نقص

دوسرا نقص بچوں کی تربیت میں میں نے دیکھا ہے۔ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ ماں باپ غریب ہوتے ہیں۔ یا امیر۔ ان دونوں صورتوں میں بچوں میں دو نقص پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو میں آگے بیان کرونگا۔ غریبوں کے اندر غربت کی وجہ سے بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور امیروں کی اولاد میں آسودگی اور وسعت مال کی وجہ سے بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض امیروں کو میں نے دیکھا ہے۔ بچوں کو اتنا جیب خرچ دیدیتے ہیں۔ جس سے ان کی عادات اور اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اور ان میں آوارگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بچے کی وقتی ضرورت سے زیادہ جیب خرچ کا اس کے پاس جمع ہونا۔ تمام بد صحبتوں اور بد اخلاقیوں کا منبع ہے کیونکہ وہ بچے جن کے اخلاق خراب ہو چکے ہوتے ہیں۔ جب ان کے ہاتھ میں اپنا کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔ جس سے وہ اپنی آوارگی کی عادات کو پورا کر سکیں۔ تو وہ پھر امیر لڑکوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور ان سے تعلق پیدا کر کے جہاں وہ اپنی بد عادات کو ان کے پیسوں کے ذریعہ پورا کرتے ہیں۔ وہاں ان امیر لڑکوں کے اخلاق اور عادات کو بھی بگاڑ دیتے ہیں۔

بچوں کو پیسے دینا

اس سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ بچہ کے ہاتھ میں پیسہ بالکل دیا ہی نہ جائے کیونکہ بچوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دینا بھی ضروری ہے تاکہ اس سے ان کے اندر خرید و فروخت کا ملکہ پیدا ہو۔ لیکن اتنا خرچ ان کو نہیں دینا چاہیئے۔ جسے وہ اپنے پاس جمع رکھ سکیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں شریر اور آوارہ لڑکے ان کے پاس جمع ہو کر ان کے اخلاق کو خراب کر دیتے اور ان کو بھی آوارہ بنا دیتے ہیں۔ چونکہ غریب لڑکوں کے گرد جمع ہونے سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جن لڑکوں کو بری عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ وہ امیر لڑکوں کو تاڑتے رہتے ہیں۔ اور آوارہ گرد لڑکے اپنی بد عادات کے پورا کرنے کے لئے امیروں کے لڑکوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔

مجھے نہایت سخت حیرت ہوئی۔ اپنے ایک معزز دوست پر کہ وہ اپنے بچے کو پچاس روپیہ ماہوار صرف جیب خرچ دیتے تھے۔ اور ابھی کہتے تھے۔ میں نے اس کا جیب خرچ آگے سے کم کر دیا ہے۔ میں اس لئے اسے اتنا جیب خرچ دیتا ہوں۔ کہ تا قادیان میں اس کا دل لگا رہے۔ وہ ایک مخلص شخص ہیں۔ اور ان کا لڑکا بھی گو ابھی بچہ ہے۔ لیکن جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ مخلص ہے۔ مگر یہ طریق بچے کے اخلاق کو سخت بگاڑنے والا ہے۔ بچے کو اس کا جیب خرچ روزانہ اتنا دینا چاہیئے۔ جس سے اس کی اس وقت کی ضرورت پوری ہو جائے پھر ماں باپ کو یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ جس ضرورت کے لئے اس نے پیسے لئے ہیں۔ اس پر اس نے خرچ بھی کئے ہیں یا نہیں۔ پہلے اس سے دریافت کر لینا چاہیئے۔ کہ کس ضرورت کے لئے وہ پیسے لیتا ہے۔ مثلاً وہ خربوزے لینا چاہتا ہے۔ یا آم خریدنا چاہتا ہے۔ یا کیا۔ اور پھر اسبات کی تحقیق کر لینی چاہیئے۔ کہ بتائی ہوئی ضرورت کے مطابق اس نے چیز لی بھی ہے یا نہیں۔ اگر اس طرح نگرانی کی جائے۔ تو بچے آوارگی سے بچ جائیں گے۔ اور ان کے پاس آوارہ اور بد عادات کے لڑکے جمع نہ ہو سکیں گے۔

غربت کی وجہ سے تربیت میں نقص

دوسرا نقص بچوں کے اخلاق کو بگاڑنے والا۔ غربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ایسے ماں باپ بعض دفعہ خود حریص ہوتے ہیں

وہ کوئی چیز لاتے ہیں۔ تو خود کھا لیتے ہیں۔ اور بچے کو نہیں دیتے۔ اس لئے بچہ گھر سے چوری چیز نکال کر کھانے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ باہر کی بھی چوری کرنے لگ جاتا ہے۔ اس طرح اس کے اخلاق خراب ہو جاتے اور وہ آوارہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ماں باپ کو چاہیئے۔ کہ اگر کوئی چیز گھر میں آئے۔ تو پہلے بچوں کو دیں۔ پھر آپ کھائیں

خواہشات کو مارنا

دوسرا نقص جو اس غربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ کہ بعض ماں باپ ایسا تو نہیں کرتے۔ کہ چیز خود کھا لیں۔ اور بچے کو نہ دیں۔ لیکن جب بچے کے دل میں کسی چیز کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ خود نہیں خرید سکتے۔ تو وہ دوسروں سے مانگ کر کہ ہمارے بچے کا بھی دل کر رہا ہے اس طرح وہ دیدیتے ہیں۔ مگر اس طریق سے بجائے اس کے کہ بچے کی خواہشات کو ماریں۔ اور بھی اس کی خواہشات کو ابھارتے ہیں۔ حالانکہ اگر بچے کو سمجھایا جائے۔ کہ بچہ ہم غریب ہیں۔ ہم یہ چیز نہیں خرید سکتے۔ تو بچے جیساہ بار بھی کوئی نہیں۔ وہ اتنا کہدینے سے بھی خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اپنے پاس کچھ نہیں۔ اور بچے کی خواہش کو دوسرے سے چیز لے کر پوری کرینگے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بچے کے اندر صبر اور قناعت کا مادہ نہیں پیدا ہوگا۔ اور اس کی حرص بہت بڑھ جائیگی۔

پس غرباء کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی خواہشات کو ابھاریں نہیں۔ بلکہ ان کو مارنے کی کوشش کریں۔ تا ان کے اندر صبر اور قناعت کا مادہ پیدا ہو۔

امراء کو کھاتا پیتا دیکھنا

پھر ایسے مقامات پر بچے کو کھڑا نہیں رہنے دینا چاہیئے جہاں امراء اچھی اچھی چیزیں کھا رہے ہوں۔ بچوں کو ہی ایسے مقامات پر کھڑا ہونے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ بلکہ بڑوں کو بھی یہی حکم ہے۔ لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہٖ۔ کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں۔ اگر وہ دوسروں کے پاس ہے۔ تو اس کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔ کیونکہ اس سے خواہش بد پیدا ہوگی۔ بعض غریب آدمی اپنے بچوں کو ایسے مقامات پر کہ جہاں امراء لوگ کھاتے پیتے ہوں۔ کھڑے ہونے اور دیکھنے سے نہیں روکتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس چیز کی ان کے اندر حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور جب ان کی حرص پوری نہیں ہوتی تو پھر کسی نہ کسی طرح اس چیز کے حاصل کرنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بچوں کو ایسی جگہوں سے روکیں۔ اور وہاں ان کو کھڑا نہ ہونے دیویں کہ ایسی حالت میں کسی کو کچھ کھاتے دیکھنا بھی عیب ہے۔ جس سے لالچ اور حرص پیدا ہوتی ہے۔ جو بچوں کی آوارگی کا موجب ہوتی ہے۔ غرض والدین اپنے بچوں کی تربیت کے لئے اگر ان باتوں کی احتیاط رکھیں۔ تو ان کے اخلاق کی درستی میں بہت کچھ تقویت پیدا ہو سکتی ہے۔

نماز باجماعت

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہے۔ بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ میری عمر زیادہ نہیں۔ لیکن مجھے اتنے لوگوں سے ملنے اور جانچ اور پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی میری طبیعت کو خدا تعالے نے ایسا حساس بنایا ہے۔ کہ سو سال کی عمر والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے۔ جتنا میں محسوس کرتا ہوں۔ میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں ان الصلوٰۃ تنہا عن الفحشاء والمنکر کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں۔ تو میں اپنی زبان کا قصور سمجھوں گا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند انسان خواہ وہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے۔ پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا۔ کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو۔ اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقعہ نہ رہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو۔ نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونیکا مجھے اتنا کامل یقین ہے۔ کہ میں خدا تعالے کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہو گیا ہو۔ اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہے۔ مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو۔ کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔

میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں۔ جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔

نماز باجماعت اور حضرت مسیح موعود

مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے۔ اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں تھا۔ کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آ رہا تھا۔ کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ گئی۔ مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا۔ کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے۔ وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ آپ واپس آ رہے ہیں۔ کیا نماز ہو گئی ہے انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں۔ مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ میں واپس آگیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آگیا۔ اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا۔ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے۔ خدا تعالے کا فضل ہے۔ کہ میں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب ان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی۔ اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا۔ جواب میں میں نے کہا۔ کہ میں گیا تو تھا۔ لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن اب جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبد الکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کیلئے آئے۔ تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود نے آپ سے دریافت کی۔ وہ یہ تھی۔ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے۔ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں خود تو مسجد میں گیا نہیں تھا۔ معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اسکی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا۔ کہ مسجد میں جگہ نہیں۔ مجھے فکر یہ ہوئی۔ کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ یا بتانے والے کو ہوئی ہے۔ دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا۔ کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے جواب دیا۔ ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے میں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی۔ خدا نے میری بریت کے لئے یہ سامان کر دیا۔ کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی اسکی تصدیق کرا دی۔ یا فی الواقعہ اس دن غیر معمولی طور پر زیادہ لوگ آئے تھے۔ بہر حال یہ ایک واقعہ ہوا ہے۔ جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔

بچوں کے قاتل

بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

بے جا محبت

دوسری بات جو ان کی تربیت میں نقص

ڈالنے والی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بے جا محبت کی وجہ سے بچوں کے بے جا آرام و آسائش کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور ان کو سختی اور مشقت کی عادت نہیں ڈالی جاتی۔ جب بچے کھیلنے کودنے کے لئے سخت گرمی اور دھوپ میں ننگے سر ننگے پاؤں نکل جاتے ہیں۔ یا سردی میں پھرتے رہتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ نماز با جماعت پڑھانا ان پر سختی اور مشقت تصور کی جائے۔ اگر اپنی ضرورتوں کے لئے وہ نہ گرمی کی پرواہ کرتے ہیں۔ نہ سردی کی۔ اور اس میں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ تو نماز با جماعت میں ان کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے غرض بچوں میں برداشت اور جفاکشی کی عادت پیدا کرنی چاہیے

سر کے اگلے حصہ پر بال رکھنا

آج کل بہت سے اس قسم کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ جو بچوں کی محنت اور جفاکشی کی روح کو فنا کرنے والے ہیں۔ اور عام طور پر سکولوں میں ایسے ناز و نخرے کے سامانوں کا رواج پایا جاتا ہے۔ مثلاً سر کے اگلے حصہ میں خاص صورت کے لمبے بال رکھنا۔ اس قسم کے ناز و نخروں کی یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں خوبصورت سمجھا جائے ہم سے لوگ پیار کریں۔ یہ بالکل زنانہ خصلتیں ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ ہمیشہ ایسے لڑکوں کی چال۔ ان کا لب و لہجہ۔ ان کی گفتگو بالکل زنانہ طرز پر ہوتی ہے۔ پس کھانے میں پینے میں لباس میں بچوں کو ناز و نخرے میں نہ ڈالنا چاہیئے۔

بچوں کے لئے گوشت کا استعمال

میرے نزدیک بچوں کیلئے گوشت کھانے کی کثرت بھی ان کے عدم استقلال کا موجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی ہڈیاں ابھی کمزور ہی ہوتی ہیں۔ کہ ضرورت سے پہلے انکے اعضاء تناسل اور قوی شہوانیہ جوش میں آجاتے ہیں۔ اس لئے بچوں کے واسطے سبزیاں اور ترکاریاں زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ بچوں کو گوشت بالکل ہی نہ دیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ کثرت ان کے حق میں مضر ہے۔ الا ما شاء اللہ۔ کیونکہ بعض بچے جن کی چھاتی کمزور ہوتی ہے۔ ان کے لئے یا جن کے متعلق ڈاکٹری مشورہ ہو۔ ان کو گوشت کھلانا ضروری ہوتا ہے۔ مگر عام حالتوں میں بچوں کے لئے سبزی ہی زیادہ مفید ہوتی ہے ؛

یہ بچوں کی تربیت کے ذرائع ہیں۔ جو میں نے اس وقت بیان کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں میں نے آج ان کے بیان کرنے میں کافی وقت لے لیا ہے

ضرب المثل جھوٹ

قسطنطنیہ میں ایک ہندوستانی عبدالرحمن پشاوری کے قتل کا ذکر کرتا ہوا ملاپ (۱۲ر جون)

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن۔ ۱۰ر جون۔ دیوان عام میں مسٹر میک نیل نے بیان کیا۔ کہ حجاز کی عام صورت حالات میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔ ۲۰ مئی کو حکومت حجاز کے مسلح جنگی جہاز نے رابغ کے نزدیک ساحل پر گولہ باری کی ؛

صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ ہندوستانی حاجیوں کی ایک معقول تعداد مکہ براستہ رابغ جانا چاہتی تھی۔ اور بعض نے سفر اختیار بھی کر لیا ہے۔ گولہ باری سے یہ سوال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ حاجیوں سے درخواست کی جائے۔ کہ اپنا سفر حج ملتوی کر دیں۔ اور حکومت اس سوال پر غور کر رہی ہے۔

مسٹر میک نیل نے مزید بیان کیا۔ کہ حکومت برطانیہ مذہبی مسائل میں مداخلت نہ کرنے کی پالیسی پر سابقہ روایات کے مطابق قائم ہے۔ اور وہ تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ کہ اسلامی مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کے کسی جھگڑے میں دخل نہ دیں سوائے اس حد تک دخل دینے کے کہ مفاد برطانوی کی حفاظت کے لئے ضروری ہو ؛

—— بغداد ۱۰ر جون۔ زاخو کے لاٹ پادری نے امیر فیصل کے پاس ایک برقی پیغام بھیجا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ عیسائی شہریوں کی مدد کریں۔ جن کو ترک نکالتے ہیں۔ مقام مذکور موصل سے اسی میل پر واقع ہے ؛

—— ولایتی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۲½ لاکھ چینی مزدوروں کی ایک کانفرنس بمقام کنتان میں ہوئی۔ انہوں نے بالاتفاق رائے بولشویکی جماعت مزدوران میں شامل ہونے کی قرارداد پاس کی ؛

—— مشہد ۹ر جون۔ سرحد بلوچستان کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ بلوچی اب خوب زیر اثر ہو گئے ہیں۔

—— مشہد۔ ۹ر جون۔ اگرچہ ترکمانوں نے کچھ عرصہ سے حکومت ایران کی فوجوں پر حملہ نہیں کیا۔ تاہم کوئی آثار ایسے نہیں۔ کہ وہ مقام سملان سے جو بجنبرد سے ۲۵ میل جانب غرب ہے۔ منتشر ہوتے نظر آتے ہوں۔

—— لارڈ ریڈنگ (وائسرائے ہند) کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دی گئی ؛

—— لنڈن ۱۱ر جون۔ وزارت یونان نے استعفا دے دیا ہے ؛

—— پیرس ۱۰ر جون۔ وزان کے ایک برقی پیغام کے حوالہ سے فرانس کا سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ دشمن (رفازیان ریف) کے دباؤ کی وجہ سے فرانسیسی خط مصاف کو کئی جگہ نقصان

ہندوستان کی خبریں

—— ڈیرہ اسماعیل خاں میں احتیاطاً ہندو اور سکھ افواج کا پہرہ متعین کیا گیا ؛

—— کراچی ۱۱ر جون۔ گذشتہ رات "اکبر" نامی جہاز ۳۰۰ حجاج کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز ۲۳ ہزار روپیہ غرباء کی اعانت کے لئے لے جا رہا ہے ؛

—— سیلون میں ایک دہلوی مولوی کی اس لئے مرمت کی گئی۔ کہ اس پر بچوں کو اڑا لے جانے کا اشتباہ تھا ؛

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے پہاڑی دھیرج دہلی کے رستہ جہاں گذشتہ سال فساد ہوا تھا۔ قربانی کی گائے لیجانے کی مسلمانوں کو اجازت دیدی۔ شرط یہ ہے۔ کہ صرف دس آدمی ساتھ ہوں ؛

—— بنگال کے مولوی فضل الحق نے نواکھلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سارے ہندوستان کا سوراجیہ نامنظور لیکن قربانی گائے ترک کرنا منظور نہیں ؛

—— الہ آباد۔ ۱۲ر جون۔ اخبار پایونیر اس خبر کی صحت کا ذمہ دار ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے حکم دیا ہے۔ کہ ایک جنگی جہاز کو رابغ بھیجا جائے۔ تاکہ وہاں پہنچ کر بعد تفتیش صورت حالات سے مطلع کرے ؛

—— پشاور سے ۱۰ر جون کو موٹر میں بٹھلا کر سردار ملاپ سنگھ نائب صدر اکالی دل پشاور کو اٹک کے راستہ صوبہ سرحد سے نکالا گیا۔ اب آپ گوردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال میں ٹھہرے ہوئے ہیں ؛

—— بمبئی ۱۲ر جون۔ حاجیوں کے جہاز گرجستان کے متعلق عام طور پر جو یہ بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ سیدھا رابغ پہنچے گا۔ قطعاً غلط ہے۔ یہ جہاز پہلے کامران کے قرنطینہ پر ٹھیرے گا۔ اور جب بندرگاہ رابغ کی ناکہ بندی ہٹ جائے گی۔ تو جہاز بھی رابغ پہنچ جائے گا ؛

—— سکندرآباد۔ ۹ر جون۔ حضور نظام نے سرمایہ امداد مریضان جذام میں ۵۰ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے ؛

—— بمبئی۔ ۱۱ر جون۔ مولوی شوکت علی نے شاہ امیر علی کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے۔ کہ ہندوستانی عازمان حج کو بندرگاہ پر اترنے دے۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دیجائے۔

—— مدراس ۱۰ر جون۔ مدراس میں ایک ایسی ہندو یونیورسٹی کے قیام کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ جو بنارس یونیورسٹی کے نمونہ پر ہوگی۔ راجہ پنگل صاحب دس لاکھ روپیہ دیں گے ؛